تعارف وتبصرہ

راستے کی تلاش

از مولانا عتیق الرحمٰن سنبھلی صفحات ۲۱۲
ناشر۔ الفرقان بک ڈپو ۱۱۴/۳۱ نظیر آباد لکھنؤ ۱۹۹۳ء قیمت ۵۴ روپیے۔

یہ کتاب مولانا عتیق الرحمٰن سنبھلی کی ان ادارتی تحریروں کا انتخاب ہے جو ماہنامہ "الفرقان" لکھنؤ میں شائع ہو چکی ہیں۔ مولانا کا دور ادارت ۱۹۵۳ء سے ۱۹۷۴ء تک رہا ہے۔ ابتدائی انیس اداریے اسی عہد کے ہیں جبکہ بیسواں اداریہ جولائی ۱۹۹۲ء کے شمارہ میں شائع ہوا ہے۔ ان سب اداریوں کے لیے ایک جامع عنوان "ہندوستان اور ہندوستانی مسلمان" تجویز کیا گیا ہے۔ اس کے بعد "عالم اسلام" کے عنوان سے چار اداریے شامل کیے گئے ہیں ان میں ایران کے حالیہ انقلاب سے متعلق ایک اداریہ، عرب اسرائیل جنگ کے پس منظر میں دو اداریئے اور پندرہویں صدی کو اسلام کی صدی کہنے کے تجزیہ پر مبنی آخری اداریہ ہے۔ اس کے بعد پانچ اہم شخصیات کے سانحہ ارتحال پر تعزیتی و سوانحی مضامین ہیں یہ شخصیات ہیں۔ مولانا حسین احمد مدنیؒ، مولانا سید فخر الدین احمدؒ، مولانا محمد عثمان فارقلیط، ڈاکٹر عبد الجلیل فریدی اور شاہ فیصل شہید۔ مرتب نے پیش لفظ میں صرف چار تعزیتی مضامین کا ذکر کیا ہے ص۹ مولانا محمد عثمان فارقلیط کا ذکر وہ بھول گئے۔

جو اداریے خاص طور پر قابل توجہ ہیں ان میں دسواں اور گیارہواں اداریہ بھی ہے دسویں اداریئے میں مولانا فرماتے ہیں "ایک مسلمان کا نصب العین تو بیشک یہی ہونا چاہئے کہ دنیا میں اللہ کا قانون نافذ ہو" مگر ہر مسلمان ملک میں حکومت الٰہیہ کے قیام کی براہ راست کوشش صرف صحیح ہو سکتی ہے لازمی نہیں۔ ص۷۹ غور کیجئے کیا یہ دونوں جملے آپس میں مطابقت رکھتے ہیں۔ مولانا نے اس نصب العین کے لیے بالواسطہ جد وجہد کی پرزور وکالت کی ہے چاہے وہ مسلمان ملک ہو یا غیر مسلم ملک واضح رہے کہ موصوف کے نزدیک بالواسطہ جد وجہد کا مطلب یہ ہے کہ اس نصب العین کا زبان سے اظہار نہیں ہونا چاہیے۔ اگر وہ دونوں طرح کے ممالک میں بالترتیب بلاواسطہ اور بالواسطہ طریقوں کی بات کرتے تو یہ بات قابل غور ہو سکتی تھی۔ جن لوگوں نے ہندوستان جیسے ملک میں اعلاء کلمۃ اللہ کو اپنا مقصود بنایا ہے اور وہ اس کا اظہار بھی کرتے ہیں وہ ان کے

نزدیک حکومتِ الٰہیہ کے قیام کا نعرہ بلند کرنے اور دعوت و تبلیغ کی راہ کھوٹی کرنے والے ہیں یہاں یہ سوال کرنے کو جی چاہتا ہے کہ غیر مسلموں تک دین حق کا پیغام پہنچانے والا وہ کون سا ادارہ یا کون سی انجمن ہے جس نے موصوف کے خیال میں دعوت کی راہ کھوٹی کرنے والوں سے زیادہ کام کیا ہو یا اپنے اثرات ڈالے ہوں۔

اِس اداریہ سے یہ اصول نکلتا ہے کہ ہم کسی نظریہ کی بقا اور قیام کی خواہش رکھتے ہوں یا وہ ہمارا نصب العین بھی ہو تو بعض مصالح کے تحت اس کے لیے راست جدوجہد کرنا مضر اور ناپسندیدہ قرار پا سکتا ہے۔ یہ اصول گیارہویں اداریے میں ملحوظ نہیں رکھا جا سکا ہے۔ حالات کے تحت مسلمانوں کی یہ خواہش تو ہوسکتی ہے کہ اس ملک میں سیکولرزم باقی رہے۔ لیکن وہ ایک دین برحق کی حامل امت ہونے کی بنا پر اس کے داعی اور علم بردار نہیں بن سکتے۔ جو امت توحید، رسالت اور آخرت جیسے حقائق کی تبلیغ کے لیے مامور کی گئی ہو وہ اگر سیکولرزم کی بقا اور سربلندی کے لیے کام کرنے لگے تو وہ عنداللہ بھی قابل گرفت ہوگی اور آئندہ بھی کبھی تبلیغ دینِ حق کا نام نہ لے سکے گی۔ اسلام اور سیکولرزم دو متباین اور متغائر فکر ہیں۔ اسی لیے دینِ برحق پر ایمان رکھنے والی امت کبھی یہ نعرہ بلند نہیں کرسکتی کہ سیکولرزم ہمارا نصب العین ہے یا ہم اس کے علم بردار و محافظ ہیں۔ بالخصوص اس پس منظر میں کہ مسلمانوں کا ایک گروہ پہلے ہی سے اس کی خدمت علانیہ کر رہا ہے۔

مزید حیرت اس پر ہوتی ہے کہ ابتدائی سات اداریوں میں جس سیکولرزم کی تصویر کشی کی گئی ہے اسی سیکولرزم کی دہائی دیتے اس کا علم بردار بننے اور اس کا کلمہ بلند کرنے کی دعوت وہ مسلمانوں کو کیوں کر دے رہے ہیں۔ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ مولانا اس کے بارے میں خود اپنے موقف پر مطمئن نہیں ہیں یہی وجہ ہے کہ اس اداریہ میں بار بار اس کا اعادہ ہوا ہے کہ میرے کہنے کا مقصد یہ ہے اور یہ نہیں ہے۔

ان اداریوں میں ملک کے فسادات بھی موضوع بنے ہیں اور مجلس مشاورت کے پس منظر میں ملت کا اتحاد بھی۔ اتحاد اور اختلاف کے حدود پر بھی اظہار خیال کیا گیا ہے اور اتحاد کے لیے ناگزیر اقدامات پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے، مسلم یونیورسٹی علی گڑھ اور مسلم پرسنل لا بھی ان موضوعات میں شامل ہیں۔

اداریوں کے بعض حصے ایسے ہیں جو ان کی دینی و ملی غیرت کی شہادت دیتے ہیں۔ ان

یں سے ایک یہ ہے۔ پس منظر ہے" ہند و پاک جنگ کے بعد مسلمانانِ ہند کی حب الوطنی کا" لکھتے ہیں :۔

"آخر یہ پریشانی ہے کیوں کہ مسلمانوں کو اکثریت کی بارگاہ سے حب الوطنی کی سند مل جائے. کیا اکثریت کو ہم نے حاکم اور خود کو محکوم مانا ہے ؟ آقا اور غلام کا رشتہ ہم یہاں تسلیم کر رہے ہیں کہ خوشنودی نہ ملی تو زندگی بے مزہ ہے۔ اگر رشتہ یہی ہے تو ہمیں حب وطن کا شریف لفظ زبان پر نہ لانا چاہیے بلکہ" آقاؤں سے وفاداری" کی بات کرنی چاہئے اور اس میں بے شک ہم محتاج ہیں کہ وہ بھی ہمیں وفادار مان لیں۔ لیکن اگر رشتہ برابری کا ہے اور وطن کی برائی بھلائی سوچنے کا ہمیں بھی وہی حق ہے جو اکثریت کو ہے تو ہم اکثریت کو کیوں یہ حق دیں کہ وہ ہماری حب الوطنی کا فیصلہ کرے اور کیوں پریشان ہوں کہ وہ ہمارے بارے میں کیا رائے رکھتی ہے ؟ ص ۶۸

اس مجموعہ کی افادیت کو تسلیم کرتے ہوئے یہ کہے بغیر چارہ نہیں ہے کہ یہ انتخاب مزید دقتِ نظر کا متقاضی تھا، تاکہ اس کے تضادات دور ہو سکتے۔

(منور حسین فلاحی)

اسلام میں خدمتِ خلق کا تصور

مولانا سید جلال الدین عمری

خدمت خلق کا صحیح تصور۔ غلط تصورات کی تردید۔ خدمت خلق کا اجر و ثواب۔ خدمت کے مستحقین وقتی خدمات۔ رفاہی خدمات۔ خدمت کے لیے انفرادی و اجتماعی جدوجہد۔ موجودہ دور میں خدمت کے تقاضے اور ان پر عمل کی شکلیں۔ مصنف کے جاندار قلم نے ان تمام گوشوں کو نکھار دیا ہے۔

ایک اہم موضوع پر اردو میں پہلی مستند کتاب، ہر فرد اور ہر ادارہ کے لیے یکساں مفید۔
آفسٹ کی حسین طباعت، خوبصورت سرورق، ضخامت ۱۷۶ صفحات۔ قیمت صرف ۲۵ روپئے

ملنے کے پتے : ادارۂ تحقیق پان والی کوٹھی۔ دودھ پور علی گڑھ ۲۰۲۰۰۱
مرکزی مکتبہ اسلامی، بازار چتلی قبر دھلی ۱۱۰۰۰۶